فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

”تو پوچھ لیا کرو ان سے جو جانتے ہیں، اگر تم نہیں جانتے“ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

فتاویٰ یسئلونک

آپ کے مسائل کا شرعی حل

رئیس دار الافتاء حضرت مولانا مفتی احسان اللہ شائق صاحب

شمارہ 192 | جمعۃ المبارک 07 جمادی الاولیٰ 1444ھ 02 دسمبر 2022ء

اس شمارے میں شامل فتاویٰ جات

- خریداری کے بدلے میں ملنے والے واؤچرز کا حکم
- رنگین لینس کا حکم
- اپنی کمپنی کے ڈیلر سے رقم لینا
- شادی شدہ بیٹیوں کے لیے والدین کی خدمت کا حکم
- کفارے کے روزوں کے دوران طبیعت کی ناسازی پر حکم
- برادری میں رشتے کے حوالے سے اشکال کا جواب

سوال ارسال کرنے کے طریقے

- سوالات تحریری صورت میں متعین سوالنامے پر بالمشافہ جمع کروائیں۔
- ask@yasalunak.com
  پر برقی مراسلے (ای میل) کی صورت میں ارسال کریں۔
- www.yasalunak.com
  پر موجود سوالنامے کے ذریعے ارسال کریں۔
- 0333-9206874 پر مکمل نام کے ساتھ واٹس ایپ کریں۔

زیر اہتمام: فقہ اکیڈمی کراچی
C-335، بلاک-1، گلستان جوہر، بالمقابل جامعہ کراچی، یونیورسٹی روڈ، کراچی، پاکستان۔

خریداری کے بدلے میں ملنے والے واؤچرز کا حکم

سوال: مجھے سود کے حوالے سے ایک مسئلہ معلوم کرنا ہے۔ میرا تعلق بحرین سے ہے۔ یہاں بڑے بڑے شاپنگ مالز میں یہ آفر ہوتی ہے کہ اگر آپ ۲۰ دینار تک کی کوئی چیز خریدتے ہیں تو وہ آپ کو ۵ دینار کے واؤچرز دیتے ہیں، جسے خریداری کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا یہ پانچ دینار سود کے زمرے میں آتے ہیں؟

جواب: کسی بھی شاپنگ مال میں ایک خاص مقدار تک مال کی خریداری کرنے پر گاہک کو کوئی چیز یا واؤچر انعام میں دینا درحقیقت دکان دار کی طرف سے گاہک کے لیے خصوصی رعایت ہے۔ جس کو مقرر کردہ قیمت میں کمی کرنا کہا جائے گا، یہ سود کے حکم میں داخل نہیں، اس میں کوئی اور خلافِ شرع بات شامل نہ ہو تو اس طرح خریداری کرنا جائز ہے۔

وأما الإبراء المضاف إلى الثمن فصحيح ولو بهبة أو حط فيرجع المشتري بما دفع على ما ذكره السرخسي فليتأمل عند الفتوى بحر

وذكر السرخسي أن الإبراء المضاف إلى الثمن بعد الاستيفاء صحيح، حتى يجب على البائع رد ما قبض، وسوى بين الإبراء والهبة والحط فيتأمل عند الفتوى اهـ. (الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المختار) (٥/ ١٥٦)

رنگین لینس کا حکم

سوال: کیا خواتین کے لیے آنکھوں میں کلر والے لینس استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: خواتین کے لیے کلر والے لینس کا استعمال ویسے تو جائز ہے، لیکن ایسے لینس زیب وزینت میں شامل ہیں، اس سے مردوں کا میلان بڑھ جاتا ہے۔ حدیث میں ایسی عورتوں پر لعنت آئی ہے جو زیب وزینت کے ذریعہ مردوں کو اپنی طرف مائل کرتی ہیں۔ لہذا گھر سے باہر جاتے ہوئے سادہ لینس استعمال کرنا بہتر ہے۔

مطلب في الفرق بين قصد الجمال وقصد الزينة (قوله: إذا لم يقصد الزينة) اعلم أنه لا تلازم بين قصد الجمال وقصد الزينة فالقصد الأول لدفع الشين وإقامة ما به الوقار وإظهار النعمة شكرا لا فخرا، وهو أثر أدب النفس وشهامتها، والثاني أثر ضعفها، وقالوا بالخضاب وردت السنة ولم يكن لقصد الزينة ثم بعد ذلك إن حصلت زينة فقد حصلت في ضمن قصد مطلوب فلا يضره إذا لم يكن ملتفتا إليه فتح، ولهذا قال في الولوالجية لبس الثياب الجميلة مباح إذا كان لا يتكبر، لأن التكبر حرام، وتفسيره أن يكون معها كما كان قبلها. اهـ. بحر». (الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المختار) (٢ / ٤١٧):

قَالَ الإِمَامُ: أما كَرَاهِيَة الخلوق، والتختم بِالذَّهَب، وجر الْإِزَار، فَفِي حق الرِّجَال دون النِّسَاء، وتغيير الشيب يكره بِالسَّوَادِ دون الْحمرَة، والتبرج بالزينة: هُوَ أَن تتزين الْمَرْأَة لغير زَوجهَا۔ (شرح السنة للبغوي (٩/ ١٠٥)

اپنی کمپنی کے ڈیلر سے رقم لینا

سوال: میں ایک فرم میں نوکری کرتا ہوں، اور کراچی میں ہمارے ڈیلر ہیں، جن سے میرے اچھے تعلقات بھی ہیں۔ میرے اوپر مالی طور پر کچھ مشکلات آگئی تھیں اور کافی قرض میرے اوپر چڑھ گیا تھا، میں نے ان سے اس بات کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ جب تک تمہاری سیلری نہیں بڑھ جاتی تم ماہانہ بنیاد پر مجھ سے (متعین مقدار میں) ایک رقم لے لیا کرو، جو میری طرف سے تمہارے لیے تحفہ ہے اور تمہیں یہ واپس نہیں کرنا اور اس سے اپنا قرض وغیرہ اتار لو۔ سوال یہ ہے کہ کیا یہ رشوت وغیرہ کے زمرے میں تو نہیں آتا؟ کیوں کہ میری نیت لینے کی صرف قرض اتارنا ہے اور وہ بھی میری مشکلات دیکھ کر قرض وغیرہ کی ادائیگی کے لیے یہ رقم دے رہے ہیں۔ اس حوالے سے میری رہنمائی فرمادیں۔

جواب: اگر ڈیلر اپنی خوشی سے آپ کو یہ رقم دے رہا ہے اور اس کے عوض میں مشروط یا غیر مشروط طور پر کسی قسم کی رعایت حاصل کرنا مقصود نہیں تو اس رقم کو رشوت نہیں کہا جائے گا اور آپ کے لیے اس رقم کا لینا بھی جائز ہوگا لیکن اگر اس رقم کے ذریعہ فی الحال یا مستقبل میں متعلقہ کمپنی سے رعایت حاصل کرنا مقصود ہو تو پھر اس رقم کا لینا آپ کے لیے جائز نہیں اس سے احتراز لازم ہے۔

الرشوة لغة ما يتوصّل به إلى الحاجة بالمضايقة «١» بأن تصنع له شيئا ليصنع لك شيئا آخر. قال ابن الأثير: وشريعة ما يأخذه الآخذ ظلما بجهة يدفعه الدافع إليه من هذه الجهة وتمامه في صلح الكرماني «٢»، فالمرتشي الآخذ والراشي الدافع كذا في جامع الرموز في كتاب القضاء. (كشاف اصطلاحات الفنون، حرف الراء)

شادی شدہ بیٹیوں کے لیے والدین کی خدمت کا حکم

سوال: جس طرح شریعت کا حکم ہے کہ والدین کی خدمت کرنا اولاد پر فرض ہے، سوال یہ ہے کہ شادی شدہ بیٹیاں والدین کی خدمت کس طرح کریں؟ شوہر تو اب اس طرح نہیں جانے دیتے تو جس طرح شادی سے پہلے والدین کی خدمت کی جاتی ہے اس طرح شادی کے بعد تو ممکن نہیں ہے، کیا یہ صرف بیٹوں کی ذمے داری ہوتی ہے کہ وہ والدین کی خدمت کریں؟ نیز کیا ان کی خدمت بہو کے ذمے ہوتی ہے؟ بہوؤں کا یہ کہنا ہے کہ یہ ہماری ذمے داری نہیں ہے کہ ساس سسر کے کپڑے وغیرہ دھوئیں، یا ان کے لیے کھانا پکائیں، یہ تو اولاد کی ذمے داری ہے۔ اس حوالے سے مکمل رہنمائی فرمادیں۔

جواب: شادی کے بعد عورت پر سب سے زیادہ حق اس کے شوہر کا ہے اس کی اطاعت اور اس کی تابعداری میں وقت صرف کرنا ضروری ہے۔ اگر والدین کی خدمت کرنے والی دوسری اولاد بیٹے وغیرہ موجود ہوں تو بیٹی پر لازم نہیں کہ وہ اپنے شوہر کی خدمت چھوڑ کر والدین کی خدمت کے لیے آئے۔ البتہ ہفتے میں ایک بار والدین کے پاس حاضر ہو کر اپنی استطاعت کے مطابق ان کی خدمت کرنا اس کا اخلاقی فریضہ ہے۔ لیکن اگر والدین دونوں یا ایک بیماری کی وجہ سے دوسروں سے جسمانی خدمت لینے پر مجبور ہوں اور کوئی دوسرا خدمت کرنے والا موجود نہ ہو تو اس صورت میں بیٹی پر لازم ہے کہ وہ والدین کی خدمت کے لیے حاضر ہو جایا کرے، شوہر کو بھی چاہیے کہ بیوی کو حتی الامکان اپنے ماں باپ کی خدمت کی اجازت دے دیا کرے، باقی عام خدمت جیسے کھانا پکانا یا کپڑے دھونا، وغیرہ تو یہ گھر کے دیگر افراد انجام دیں۔

شریعت مطہرہ نے سسرالی رشتوں کو بطور نعمت کے ذکر کیا ہے، آدمی کے اپنے ماں باپ ہوتے ہیں تو اس کو ساس، سسر کی صورت میں بھی ماں باپ مل جاتے ہیں، شریعت مطہرہ نے ساس کی صورت میں لڑکی کو ایک ماں عطا فرمائی اس لیے لڑکی کو چاہیے کہ وہ اپنی ساس کو اپنی سگی ماں کا ہی درجہ دے اور ساس کو چاہیے کہ وہ اپنی بہو کو سگی بیٹی کی طرح سمجھے۔ بہو کا یہ سمجھنا کہ میرے ذمے ساس سسر کی خدمت نہیں، ٹھیک نہیں۔ بلکہ بہو پر ساس سسر کی خدمت اخلاقی ذمے داری ہے۔ اس میں شوہر کی خوشنودی بھی ہے، لہذا دل وجان سے ساس سسر کی خدمت کرے۔

ولو كان أبوها زمنا مثلا وهو يحتاج إلى خدمتها والزوج يمنعها من تعاهده فعليها أن تعصيه مسلما كان الأب أو كافرا ، كذا في فتح القديروقد استفيد مما ذكرناه أن لها الخروج إلى زيارة الأبوين والمحارم فعلى الصحيح المفتى به تخرج للوالدين في كل جمعة بإذنه وبغير إذنه ولزيارة المحارم في كل سنة مرة بإذنه وبغير إذنه (البحر الرائق، باب النفقة، ونفقة الأمة المنكوحة)

کفارے کے روزوں کے دوران طبیعت کی ناسازی پر حکم

سوال: اگر کوئی ٦٥ سالہ خاتون کفارے کے ساٹھ روزے رکھ رہی ہے آٹھویں روزے کو اس کو موشن ہو گئے اور عصر کے وقت الٹی بھی ہو گئی، اس نے وہ روزہ تو پورا کر لیا لیکن اب آگے روزے رکھنے کی ہمت نہیں ہے کفارہ کیسے ادا ہو گا؟

جواب: کفارے کے روزوں کے درمیان اگر کوئی بیماری لاحق ہو جائے، جس کی وجہ سے کوئی ایک روزہ درمیان میں چھوٹ جائے تو از سر نو ترتیب سے ساٹھ روزے پورے کرنا ضروری ہیں۔ لہذا صورت مسئولہ میں مذکورہ خاتون روزے رکھنے کی طاقت رکھتی ہیں اور درمیان میں بیماری کی وجہ سے ان کا ایک بھی روزہ فوت ہو جائے تو صحت یاب ہونے کے بعد از سر نو ساٹھ روزے رکھیں، لیکن اگر روزے رکھنے کی بالکل طاقت نہ ہو اور صحت کی کوئی امید نہ ہو تو ایسی صورت میں ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلا دیں یا ساٹھ فطرانے کی رقم مساکین کو دے دیں، تو کفارہ ادا ہو جائے گا۔

مطلب في الكفارة (قوله: ككفارة المظاهر) مرتبط بقوله وكفر أي مثلها في الترتيب فيعتق أولا فإن لم يجد صام شهرين متتابعين فإن لم يستطع أطعم ستين مسكينا لحديث الأعرابي المعروف في الكتب الستة فلو أفطر ولو لعذر استأنف إلا لعذر الحيض .(الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (٢/ ٤١٢)

برادری میں رشتے کے حوالے سے اشکال کا جواب

سوال: کزنز میں شادی کے حوالے سے اسلامی تعلیمات کیا ہیں؟ اگر کسی کے بچے شادی کی عمر کو پہنچ جائیں اور اس کے بہن بھائیوں کے بچوں میں رشتہ موجود ہو تو کیا وہاں رشتہ کرنا ضروری ہے؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر وہاں رشتہ نہ کیا جائے تو یہ قطع رحمی میں آتا ہے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ رشتہ کرنے کی وجہ سے اور اس کی نزاکت کی وجہ سے بہن بھائیوں کے آپس کے پرانے تعلقات بھی خراب ہوجاتے ہیں۔ اس حوالے سے رہنمائی فرمادیں کہ دین کی تعلیمات کیا ہیں؟

جواب: بہن بھائیوں کی اولاد کا آپس میں رشتہ کرنا ضروری نہیں ہے، تاہم چوں کہ یہ آپس میں ایک دوسرے کے کفو ہوتے ہیں، اس لیے رشتہ کرنا بہتر ہے۔ سوال میں جو اس پر اشکال ہے کہ اس سے بعض اوقات پرانے تعلقات خراب ہوجاتے ہیں تو دوسری طرف یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ اس سے آپس کے تعلقات زیادہ مضبوط ہوجاتے ہیں۔ لہٰذا ایک آدھ واقعے کو سامنے رکھ کر کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہیے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ سے خاندان میں شادی کرنے کرانے کے واقعات ثابت ہیں، حضرت علیؓ آپ ﷺ کے چچا زاد بھائی تھے، اور وہ آپ ﷺ کے داماد بنے، ابولہب کے دو بیٹوں (عتبہ اور عتیبہ) کو بھی آپ نے دو صاحبزادیاں (حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثومؓ) دی تھیں، اگرچہ بعد میں رخصتی نہ ہوسکی، ابولہب آپ ﷺ کا حقیقی چچا تھا۔ اسی طرح ازواج مطہرات میں حضرت زینب بنت جحشؓ آپ ﷺ کی پھوپھی زاد تھیں۔ نیز خود قرآن نے بھی خاندان میں شادی کی ترغیب دی ہے۔

قوله تعالى: يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ عَمِّكَ وَبَنَاتِ عَمَّاتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ اللَّاتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَأَةً مُؤْمِنَةً إِنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ يَسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَكَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِي أَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُونَ عَلَيْكَ حَرَجٌ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا (سورہ الاحزاب آیت نمبر ۵۰)

ترجمہ: ”اے نبی! ہم نے تمہارے لیے وہ بیویاں حلال کردی ہیں جن کو تم نے ان کا مہر ادا کردیا ہے۔ نیز اللہ نے غنیمت کا جو مال تمہیں عطا کیا ہے اس میں سے جو کنیزیں تمہاری ملکیت میں آچکی ہیں وہ بھی (تمہارے لیے حلال ہیں) اور تمہاری وہ چچا کی بیٹیاں اور پھوپی کی بیٹیاں اور ماموں کی بیٹیاں اور خالاؤں کی بیٹیاں بھی جنہوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی ہے۔ نیز کوئی مسلمان عورت جس نے مہر کے بغیر نبی کو اپنے آپ (سے نکاح کرنے) کی پیش کش کی ہو، بشرطیکہ نبی اس سے نکاح کرنا چاہے۔ یہ سارے احکام خاص تمہارے لیے ہیں، دوسرے مومنوں کے لیے نہیں۔ ہمیں وہ احکام خوب معلوم ہیں جو ہم نے ان کی بیویوں اور کنیزوں کے بارے میں ان پر عائد کیے ہیں۔ (اور تمہیں ان سے مستثنیٰ کیا ہے) تاکہ تم پر کوئی تنگی نہ رہے اور اللہ بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے“۔ (آسان ترجمہ قرآن از مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم)

وَقَالَ مصعب وغيره من أهل النسب: كانت رقية تحت عتبة بْن أبي لهب، وكانت أختها أم كلثوم تحت عتبة [٦] بْن أبي لهب، فلما نزلت: تبّت يدا قال لهما أبو هما أَبُو لهب وأمهما حمالة الحطب: فارقا ابنتي مُحَمَّد. وَقَالَ أَبُو لهب: رأسي من رأسيكما حرام إن لم تفارقا ابنتي مُحَمَّد. ففارقاهما. (الاستيعاب في معرفة الأصحاب (٤/ ١٨٣٩)

كَانَت رقية تَحت عتبَة بن أبي لَهب وَأم كُلْثُوم تَحت عتيبة فَلَمَّا نزلت سُورَة تبت قَالَ لَهما أَبُوهُمَا رَأْسِي من رأسكما حرَام إِن لم تفارقا ابْنَتي مُحَمَّد ففارقاهما وَلم يَكُونَا قد دخلا بهما كَرَامَة من الله لَهما وهوانًا لأبي أبي لَهب فَتزَوج رقية عُثْمَان بن عَفَّان وَهَاجَر بهَا الهجرتين إِلَى الْحَبَشَة وَالْمَدينَة وَتوفيت عِنْده (سمط النجوم العوالي في أنباء الأوائل والتوالي (١/ ٥٠٧)

ختم شد